



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ان اہل بدعت کی کس طرح تردید کریں جو اپنی بدعات کے سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ

(مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا خَيْرًا «صحیح مسلم، الزکاة، باب البحث علی الصدقة ولو بشق تمر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱»

جس نے اسلام میں کوئی ایسا طریقہ شروع کیا؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ جس نے یہ فرمایا ہے

(مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا خَيْرًا فَهُوَ أَجْرًا وَآجُرْ مَنْ عَمِلَ بِهِ) «صحیح مسلم، الزکاة، باب البحث علی الصدقة ولو بشق تمر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱»

جس نے اسلام میں کوئی ایسا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا۔

اسی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَذَّبِينَ مِنْ بَعْدِي، وَإِنَّا لَكُمْ وَخِذَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ خَيْرٍ بِذَنبِكَ، وَكُلُّ بِذَنبِكَ ضَلَالَةٌ (سنن ابی داؤد، السنن، باب فی لزوم السنن، ج: ۳، ص: ۳۶۰) وسنن ابن ماجہ، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء (الراشدین المہذبین، ج: ۳، ص: ۳۳)

تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو... اوستہ نے امور سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

لہذا آپ کے فرمان

(مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا خَيْرًا «صحیح مسلم، الزکاة، باب البحث علی الصدقة ولو بشق تمر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱»

جس نے اسلام میں کوئی ایسا طریقہ شروع کیا۔

کو اس حدیث کے سبب کے تناظر میں لیا جانے کا اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان مضر کے ان لوگوں پر صدقہ کی ترغیب دی تھی جو انتہائی شدید ضرورت اور فاقہ کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس موقع سے ایک شخص چاندی کی ایک تھیلی لے کر آیا اور اس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا، تو آپ نے فرمایا

(مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا خَيْرًا فَهُوَ أَجْرًا وَآجُرْ مَنْ عَمِلَ بِهِ) «صحیح مسلم، الزکاة، باب البحث علی الصدقة ولو بشق تمر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱»

جس نے اسلام میں کوئی ایسا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا قیامت تک اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

جب ہم نے اس حدیث کا سبب اور اس کا مفہوم سمجھ لیا تو معلوم ہوا کہ نیا طریقہ شروع کرنے سے مراد اس کے مطابق عمل شروع کرنا ہے، اسے ایجاد کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ کسی عمل کا حکم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے، لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہونے لگے کہ جو شخص کسی سنت کے مطابق عمل کا آغاز کرے اور لوگ اس میں اس کی اقتدا کریں تو اسے اس سنت کے مطابق عمل کرنے کا جملہ گا اور ان لوگوں کے اجر و ثواب کے برابر بھی اجر و ثواب ملے گا جو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس حدیث کے متعین معنی یہ ہیں یا اس حدیث سے مراد اس فعل یا وسیلے کو اختیار کرنا ہے جس کے ساتھ عبادت ادا کی جاسکے اور پھر لوگ بھی اس فعل یا وسیلے کے اختیار کرنے میں اس کی اقتدا کریں، مثلاً: دینی کتب تصنیف کرنا، علم کے ابواب قائم کرنا، دینی مدارس بنانا یہ اور اس طرح کے دیگر کام کرنا جو کسی ایسے کام کے لیے وسیلہ بنیں جو شرعاً مطلوب ہو۔ جب انسان مطلوب شرعی تک پہنچانے والے کسی ایسے وسیلے کو اختیار کرے جس سے شریعت میں منع نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی اس حدیث میں داخل شمار ہوگا۔

اگر اس حدیث کے یہ معنی مراہیلے جائیں کہ انسان جو چاہے شریعت میں ایجاد کر سکتا ہے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں گویا دین اسلام مکمل نہیں ہوا تھا، لہذا ہر جماعت کو اپنا اپنا الگ طریقہ اور راستہ اختیار کرنے کی اجازت ہے، اس طرح کا گمان کر کے اگر کوئی شخص کوئی بدعت ایجاد کرنا اور اسے سنت حسنہ قرار دیتا ہے تو اس کا یہ گمان بے حد غلط ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس کی

بکذیب کرتا ہے

(کُنْ بِدِينِ ضَلَالَةٍ» (صحیح مسلم، الجمعیۃ باب تخفیف الصلاة والخطبة، ج: ۸۶۷»

”برہد عت گرا ہی ہے۔“

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل : صفحہ 161

محدث فتویٰ

